ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی سوانح عمری اور علمی و تصنیفی خدمات: تحقیقی مطالعہ

A Research Review of the Biography and Scholarly Contributions of Maulana Abul A'la Maududi

Samia Gull
M Phil Scholar, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK
Samiagull5595@gmail.com
Dr. Shahid Habib
Assistant Professor, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK
shahid.habib@kfueit.edu.pk
Dr. Majid Rashid
Assistant Professor, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK
Majid.rashid@kfueit.edu.pk

Abstract

This paper presents a comprehensive research review of the biography and scholarly contributions of Maulana Abul A'la Maududi, a prominent Islamic scholar and thinker of the 20th century. Maududi's life was marked by his extensive literary and scholarly works that have had a significant impact on Islamic thought and political movements. His prolific writing includes numerous books and articles that address a wide range of topics, from theology and jurisprudence to social and political issues.The study explores Maududi's academic and intellectual sources, delving into the influences that shaped his thought and writing. It highlights his unique scholarly approach and investigative mindset, which allowed him to address contemporary issues with a deeply rooted understanding of Islamic principles. Additionally, Maududi's political activities are examined, particularly his role in the formation and development of the Jamaat-e-Islami, a political and religious movement aimed at promoting Islamic values and governance .Maududi's educational background is also discussed, shedding light on how his early education and self-study contributed to his intellectual development. His support for the Pakistan Movement and his vision for an Islamic state are analyzed, providing insight into his broader political and social aspirations .The paper concludes by assessing the lasting impact of Maududi's work on modern Islamic thought and movements. It emphasizes the relevance of his ideas in contemporary discourse and the continued importance of his contributions to Islamic scholarship.

Keywords: Maulana Maududi, Islamic scholarship, biography, political activism, intellectual contributions

تعارف موضوع

مولانا ابو الاعلیٰ مودودی بیسویں صدی کے ایک ممتاز اسلامی اسکالر اور مفکر تھے جنہوں نے اسلامی فکر اور سیاسی تحریکات پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ ان کی زندگی علمی اور ادبی خدمات سے بھرپور تھی اور ان کی تصانیف نے اسلامی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ مولانا مودودی نے بے شمار کتابیں اور مضامین تحریر کیے جو دینی، فقہی، سماجی اور سیاسی موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں۔ اس مضمون میں مولانا مودودی کی علمی اور فکری آ ماخذ کا تجزیہ کیا گیا ہے جنہوں نے ان کے افکار اور تصانیف پر اثر ڈالا۔ ان کے علمی مسلک اور تحقیقی مزاج کا جائزہ لیا گیا ہے جس نے انہیں عصر حاضر کے مسائل کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں حل کرنے کے قابل بنایا۔ مولانا مودودی کی سیاسی سرگرمیوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، خاص طور پر جماعت اسلامی کی تشکیل اور اس کی ترقی میں ان کے کردار پر۔ مزید بر آں، ان کی تعلیم اور خود مطالعے کی عادات پر بات کی گئی ہے جنہوں نے ان کی علمی قابلیت کو نکھارا۔ تحریک پاکستان کی حمایت اور اسلامی ریاست کے قیام کے حوالے سے ان کی سوچ کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے۔

مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کا تعارف

ولادت: ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء مطابق ۳ رجب ۱۳۲۱ھ [1]

مولانا ہندوستان کی ریاست حیدر آباد دکن کے شہر اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔

نسبت: مودودی، مولانا کا خاندان سید قطب الدین مودود چشتی ت ۵۲۷ھ کی نسبت سے مودودی کہلاتا تھا [2]۔

وفات: ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء [3]

مولانا نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ریاست نیویارک کے شہر بیفلو میں انتقال کیا۔ یہاں مولانا علاج کی غرض سے اپنے صاحب زادے ڈاکٹر احمد فاروق مودودی کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ یہاں سے مولانا کی میت کو خصوصی طیارے کے ذریعے لاہور لایا گیا۔ مولانا کی تدفین اچھرہ میں ان کے گھر میں ہوئی۔ حرمین شریفین اور دیگر بلاد عربیہ میں مولانا کی غائبانہ نماز جنازہ بھی ادا کی گئی۔

خاندان:

مولانا کے والد سید احمد حسن مودودی تھے۔ والدہ کا نام رقیہ بیگم تھا [4]۔

آل واولاد:

۱۹۳۷ء میں مولانا کی شادی محمودہ بیگم بنت نصیر الدین شمسی سے کر دی گئی [5]۔ مولانا کے ایک بیٹے ڈاکٹر احمد فاروق امریکہ میں مقیم تھے [6]۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ابتدائی تعلیم:

مولانا کی ابتدائی تعلیم ان کے گھر پر ہوئی۔ ابتدائی تعلیم میں انہوں نے عربی، فارسی، اردو، منطق، فقہ اور حدیث پڑھی۔ ابتدائی تعلیم میں انگریزی اور مغربی سائنسی علوم بالکل شامل نہ تھے۔ مولوی احمد حسن نے اپنے بیٹے کی تربیت و اخلاق پر بھی خصوصی توجہ دی۔ رات کے وقت مولانا کے والد ان کا پاس بیٹھ کر انہیں عظیم شخصیات کے قصے سنایا کرتے تھے۔ مولانا کے والد انہیں ابوالکلام آزاد کے رسالے الھلال کے بعض جوشیلے مضامین بھی پڑھ کر سناتے تھے[7]۔

۱۹۱۴م میں مولانا کو مدرسہ فوقانیہ اورنگ آباد میں آٹھویں جماعت میں داخل کروادیا گیا۔ یہ مدرسہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد سے ملحق تھا۔ اس درجے کی تکمیل کے بعد مودودی مولوی کے کورس میں داخل ہوئے۔ یہاں انہوں نے عربی میں خوب مہارت حاصل کی۔ حتی کہ صرف گیارہ سال کی عمر میں مولانا مودودی نے تجدد پسند عرب مصنف قاسم امین مصری کی کتاب المراۃ الجدیدہ کا اردو ترجمہ کر دیا۔

مولانا مودودی اپنی خداداد ذہانت اور غیر معمولی صلاحیتوں کی بناء پر اپنے ہم سبقوں سے بہت سبقت لے گئے۔ اپنی بلند سوچ کی وجہ سے وہ کھیل کود میں شریک بھی نہیں ہوتے تھے۔ لہذا مولانا اپنی عمر کے بچوں سے الگ تھلگ رہتے تھے[8]۔

۱۹۱۵م میں مولانا اپنے والد کے ساتھ حیدر آباد چلے گئے جہاں مولانا مودودی حمید الدین فراہی کے قائم کردہ ایک مدرسے میں پڑھنے لگے۔ مولانا فراہی علیگڑھ یونیورسٹی کے فاضل اور علامہ شبلی نعمانی کے ساتھیوں میں سے تھے۔ مودودی یہاں زیادہ عرصہ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ اپنے والد کی بیماری کی بناء پر انہیں تعلیم ترک کر کے والد کے پاس بھوپال جانا پڑا۔

۱۹۱۹م میں تاج الدین صاحب کے اصرار پر مولانا نے دوبارہ انگریزی پڑھنی شروع کی۔ پانچ ماہ تک دہلی میں ایک ٹیوٹر کے پاس جانے کے بعد مولانا کو انگریزی میں بہت مہارت حاصل ہوگئی۔ اب وہ انگریزی لغت کی مدد سے انگریزی کتابیں روانی سے پڑھنے لگے[9]۔

۱۹۲۱م میں جمعیت علماء ہند سے تعلقات کے دوران مولانا نے مولانا عبد السلام نیازی سے درس نظامی کی کتب پڑھیں[10]۔

اس کے بعد مولانا اشفاق الرحمان کاندھلوی اور مولانا شریف اللہ سے درس نظامی کی باقی ماندہ کتب پڑھیں۔ ۱۹۲۶م میں مولانا مودودی کو سند اجازت ملی اور وہ باقاعدہ عالم دین بن گئے۔ مگر زندگی بھر مولانا نے نہ کبھی اپنا تعارف

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

عالم کے طور پر کروایا اور نہ اپنے دیوبندی اساتذہ کو کہیں تذکرہ کیا۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے خیال میں ان باتوں کے اظہار سے جدید تعلیم یافتہ طبقے میں ان کی وقعت اور پذیرائی کم ہو گی[11]۔

صحافت:

بھوپال میں مولانا مودودی کی ملاقات مولوی نیاز فتح پوری سے ہوئی جنھوں نے ان کو صحافت میں آنے کا مشورہ دیا۔ ۱۹۱۸ام میں مودودی نے صحافت کا پیشہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لیے بجنور چلے گئے۔ مگر یہ صحافت اور تحریرات سلسلہ صرف دو ماہ جاری رہ سکا۔ اس کے بعد مولانا دہلی چلے گئے[12]۔ اس کے بعد مولانا سیاست کے ساتھ صحافت کرنے لگے۔ ۱۹۱۸ام میں اعظم گڑھ سے چھپنے والے رسالے "المعارف" میں مولانا نے ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا "برق یا کہرباء"۔ اس مضمون میں سر سید احمد خان کا نیچری رنگ چھلکتا ہے۔

۱۹۲۰ام میں مولانا پوری طرح صحافت میں داخل ہو گئے۔ ابو الاعلی کے دوست تاج الدین نے ایک مرتبہ دوبارہ تاج اخبار جاری کیا اور مولانا کو اس کی ادارت کے لیے دعوت دی۔ مولانا ادارت کرتے رہے۔ مگر چند ماہ بعد ہی مولانا کے ایک جارحانہ مضمون کی وجہ سے اخبار بند ہو گیا۔ اخبار کے بانی کے خلاف مقدمہ درج ہوا۔ مولانا کو اس بات کا بہت صدمہ ہوا[13]۔

کچھ عرصے بعد مولانا نے تحریک ہجرت میں شمولیت اختیار کی مگر اس کی قیادت سے اختلافات کی وجہ سے افتراق ہو گیا۔ ۱۹۲۱ام میں مفتی کفایت اللہ دیوبندی نے ایک رسالہ مسلم جاری کیا تو مولانا کو اس کی ادارت سونپ دی۔ دو سال تک مودودی اس رسالے کی ادارت کرتے رہے۔ ایک سال ۱۹۲۴ام میں بعد جمعیت علماء ہند نے ایک نیا رسالہ جمعیت کے نام سے جاری کیا تو مولانا مودودی اس کے مدیر بنے[14]۔

علمی و فکری مآخذ:

مودودی اردو شعراء میں غالب، مومن اور اقبال سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ نیز ان کی تحریروں میں افلاطون، ارسطو، لیبنیز، کانٹ، ہیگل، گوئٹے، نٹشے، کومے، آگسٹائن، ڈارون، فچے، کارل مارکس، لینن، برنارڈ شا، اور سینٹ سائمن جیسے لوگوں کا نام اور ان کے افکار کے حوالے ملتے ہیں۔ مولانا مغربی مفکرین پر تنقیدی نگاہ ڈالتے ہیں[15]۔

درس و تدریس

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اکتوبر ۱۹۳۹ء میں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں سید مودودی نے بحیثیت پروفیسر اعزازی طور پر خدمات سر انجام دیں۔ آپ کا انداز تدریس بہت منفرد تھا۔ سادہ کاغذ پر چند عنوان لکھ کر لاتے تھے اور پھر ایک ایک کی تشریح کرتے۔ سبق کے آخر میں سوالات کا سیشن ہوتا۔ آپ عام اساتذہ کے برعکس آپ فقہی مسائل بیان کرنے کی بجائے، اسلام کی مبادیات، اس کے انقلابی رخ اور انسانی زندگی کے معاشرتی، سیاسی اور اخلاقی پہلوؤں سے تعلق رکھنے والی تعلیمات کو خصوصی طور پر بیان کرتے تھے۔ آپ نے طلبا پر واضح کیا کہ دین اسلام، بے روح مذہبیت نہیں ہے بلکہ مکمل نظام حیات ہے۔ ان کی زبان، آواز، لہجہ، استدلال، اور فصاحت بیان کے سبب بات دل میں اترتی چلی جاتی تھی۔ لیکن حکومتی اہل کاروں کی مخالفت کے سبب تدریس کا یہ سلسلہ ختم کرنا پڑا۔(16)

جماعت اسلامی کے قیام کے ساتھ ہی سید مودودی کو دارورسن کی آزمائش سے گزرنا پڑا۔ ان کا جرم یہ تھا کہ وہ ملک کو دارالاسلام کی طرز پر ایک مثالی بستی بنادینا چاہتے تھے۔ انھوں نے جس راستے کا شعوری انتخاب کیا تھا اس کا نتیجہ ان کے اپنے الفاظ میں یہی تھا: "دارورسن کی منزل تو آنی تھی "لیکن انھیں حیرت اس بات پر تھی اتنی دیر سے کیوں آئی۔ نہ انھیں یہ امید تھی کہ یہ کش مکش جلد ختم ہو جائے گی"۔(17)

آپ نے جب دعوت دین کے راستے کا انتخاب کیا تھا تو یہ تمام مراحل آپ کے ذہن میں تھے۔ چنانچہ آپ کبھی مشکلات و مصائب سے پریشان نہیں ہوئے۔ انھوں نے چونکہ یہ راستہ خود منتخب کیا تھا اس لیے بے ہمتی، مصلحت پسندی، اور خوف جیسی چیزیں ان کو متاثر نہ کر سکیں۔ آپ کو پہلی مرتبہ ۴، اکتوبر ۱۹۴۸ء کو پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کیا گیا۔ دوسری مرتبہ ۲۸ مارچ ۱۹۵۳ء کو مارشل لاء کے تحت گرفتار کر کے سزائے موت سنائی گئی۔ تیسری بار ۴ جنوری ۱۹۶۴ء کو جماعت اسلامی کو خلاف قانون قرار دے کر آپ کو گرفتار کیا گیا۔ چوتھی مرتبہ ۱۹۶۷ء میں جنرل ایوب خان کے دور میں رؤیت ہلال کے مسئلے پر گرفتار اور نظر بند کیا گیا۔(18)

آپ نے کبھی جیل کے سخت ماحول کی شکایت نہیں کی، بلکہ اس ماحول میں بھی تفہیم القرآن پر کام کرتے رہے۔ ۱۲، مارچ ۱۹۴۹ء کو جب قرار داد مقاصد منظور ہوئی جس کے تحت ریاست پاکستان کو ایک اسلامی ریاست کا درجہ حاصل ہوا، تو اس وقت بھی آپ جیل میں تھے۔ عوام کے مسلسل دباؤ اور مطالبات سے تنگ آکر حکومت نے ستمبر ۱۹۵۰ میں دستوری سفارشات پیش کیں جن میں اسلام کے بجائے افسر شاہی کے ضابطے نمایاں تھے۔ مودودی صاحب نے ان کو مسترد کر دیا۔ آخر کار حکومت نے ان سفارشات کو واپس لے لیا۔ اس کے بعد یہ شوشہ چھوڑا گیا کہ مختلف فرقوں کے علما اسلامی دستور کے کسی خاکے پر مجتمع نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے ۲۱، جنوری ۱۹۵۱ء کو کراچی میں تمام مکاتب فکر

کے ۳۱ علمانے مل کر، چار روزہ کانفرنس کے بعد، اسلامی دستور کے لیے متفقہ نکات مرتب کر کے، لا دینی عناصر کی خواہشات پر پانی پھیر دیا۔ ان اصولوں کی تدوین میں سید مودودی کا حصہ سب سے زیادہ تھا۔ (19)

علمی و تصنیفی خدمات

مولانا نے تقریباً ۱۲۸ چھوٹی بڑی کتابیں چھوڑیں[20]۔ مگر ان میں بہت سی کتب مولانا کی تقاریر کی تحریری صورت ہیں۔ بعض مولانا کی تصانیف سے منتخب مضامین کے مجموعے ہیں۔

نوٹ: کتابوں کے نام عربی کتاب سے لیے گئے ہیں۔ عربی سے اردو میں ترجمہ کر کر لکھ دیے گئے ہیں۔ ممکن ہے مطبوعہ کتابوں کے نام سے کچھ فرق ہو۔ فہرست درج ذیل ہے:

قرآن وحدیث

1. تفہیم القرآن

یہ تفسیر مولانا نے ۱۹۷۲م میں جماعت اسلامی کی امارت سے مستعفی ہو جانے کے بعد لکھی تھی۔

2. ترجمہ قرآن کریم

3. فہم قرآن کے بنیادی مبادی

4. قرآن وحدیث مطبوعہ ۱۹۵۳م

5. فضائل قرآن مطبوعہ ۱۹۷۷م

6. قرآن پاک کی چار اصطلاحات

7. کتاب الصوم

مشکات شریف کی کتاب الصوم کے دروس پر مشتمل ہے۔

8. سنت کی قانونی حیثیت

9. تفہیم الحدیث

یہ تصنیف نہیں۔ مولانا کی کتب سے احادیث جمع کر کے تیار کیا گیا مجموعہ ہے۔

سیرت نبویہ

10. سیرت سید عالم

11. نبوت محمدیہ عقل کی نظر میں

12. قرآن اور رسول

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

عقائد اور مبادی اسلام

13. مبادئ الاسلام
14. اسلامی عبادات پر تحقیقی نظر
15. خطبات حرم ط ۱۹۶۳م
16. خطبات
17. اسلام اور جاہلیت

یہ کتاب پشاور یونیورسٹی کی ایک تقریر پر مشتمل ہے۔

18. الدین القیم [تقریر]
19. بعث بعد الموت
20. جبر واختیار کا مسئلہ

یہ کتاب غلام احمد پرویز کے اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی[21]۔

21. سلامتی کا راستہ [تقریر]
22. اسلامی ثقافت کی بنیادیں

دعوت اسلام اور متعلقات

23. دعوت اسلام اور اس کے تقاضے [تقریر]
24. جہاد
25. تجدید دین اور احیاء دین
26. اسلامی تحریک کی اخلاقی بنیادیں [تقریر]
27. شہادت حق [تقریر]
28. اسلامی تحریک کی کامیابی کی لازمی شروط [تقریر]
29. جماعت اسلامی: اہداف، تاریخ، طریقہ کار
30. طاقت و قوت کا سرچشمہ
31. اسلامی تحریک میں عورت کا کردار[22] [تقریر]

اسلامی حکومت اور متعلقات

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

32. اسلامی حکومت کیسے قائم کی جاتی ہے [تقریر]

33. اسلامی شریعت میں مرتد کی سزا

34. اسلام کا سیاسی نظریہ [تقریر]

35. بنیادی انسانی حقوق [تقریر]

36. اسلامی دستور کی قرآنی بنیادیں

37. اسلامی مملکت میں اہل ذمہ کے حقوق

38. خلافت وملوکیت

39. اسلام اور سیکولر جمہوریت [تقریر]

40. اسلامی مملکت

اقتصاد و معیشت

41. اسلام اور معاصر نظاموں کی اقتصادی بنیادیں

42. سود

43. اسلام میں ملکیت زمین کا مسئلہ

44. قرآن کے اقتصادی اصول

45. سرمایہ داری نظام اور کمیونزم

تزکیہ اخلاق

46. بناؤ اور بگاڑ [تقریر]

47. اسلام کا اخلاقی نظریہ

48. اسلام اور اصلاح نفس کا اہتمام[23]

اجتماعی اور معاشرتی زندگی

49. پردہ

50. تحدید آبادی کی تحریک کا جائزہ

51. تعدد ازواج کا مسئلہ

52. رسائل ومسائل

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

53. زوجین کے حقوق

54. اسلام کا نظام حیات

55. اسلام اور خاندانی نظام

56. لباس کا مسئلہ

تعلیم وتربیت

57. اسلامی تعلیم کا منہج

یہ کتاب ۱۹۶۳ء میں وزارت تعلیم کی طرف سے اٹھائے گئے کچھ سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے[24]۔

58. تعلیم وتربیت کا جدید منہج [تقریر]

یہ تقریر ۱۹۴۰ء میں ندوہ العلماء لکھنو میں کی گئی[25]۔

عصر حاضر کے چیلنجز کے جواب میں

59. تنقیحات

60. خطبات یورپ

61. اسلام اور جدید تمدن

62. اسلام کو درپیش موجودہ چیلنجز [منتخبات از کتب مودودی]

نوجوان نسل کے نام

63. جدید دور کے چیلنج اور نوجوان نسل [تقریر]

64. مسلمان نوجوانوں کی موجودہ ذمہ داری [تقریر]

65. تصریحات [تقریریں، سوالوں کے جوابات]

عالم اسلام کو درپیش مسائل

66. مسئلہ خلافت

67. سمرنا میں یونانیوں کا قتل عام

68. ہمارے اندرونی اور بیرونی مسائل [تقریر]

69. ترکی میں مشنری تحریکات

70. مشرق وسطیٰ کا المیہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

71. مسجد اقصیٰ کا سانحہ [تقریر]

72. مسئلہ کشمیر

73. ہم اور بنگلا دیش

اسلام دشمن تحریکات کے رد میں

74. قادیانیت

75. مودودی اور پوپ کی مراسلت

76. ختم نبوت

77. آیات ذبح اور احکام ذبح

78. ذبیحہ شریعت اور عقل کی نظر میں

79. قومیت کا مسئلہ[26]

مملکت کے اندرونی مسائل سے متعلق

80. جمہوریت کے احیاء کی تحریک

81. آزادی کے تقاضے اور اسلام

82. مشرقی پاکستان کے حالات کا تجزیہ

متفرقات

83. تفہیمات

84. جیل کے خطوط

85. اخباری انٹرویوز

86. رسائل و مسائل

87. نشری تقریریں

88. مودودی اور مریم جمیلہ کے خطوط

89. خانہ کعبہ کا غلاف: تاریخ اور شرعی حیثیت

90. معاصر اسلامی شخصیات

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

91. امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف

92. اہل کتاب کا ذبیحہ

93. اسلام کس چیز کی دعوت دیتا ہے

94. یہود و نصاری

95. دکن کی سیاسی تاریخ

96. سلطنت آصفیہ اور برطانوی استعمار

97. سلاجقہ کی تاریخ[27]

تراجم

98. تحریر المراہ الاسلامیہ للقاسم امین کا اردو ترجمہ

99. تاریخ ابن خلکان کا اردو ترجمہ [فاطمی دولت سے متعلق حصے]

100. اسفار اربعہ، صدر الدین شیرازی کا ترجمہ

101. مصری مصنف مصطفی کامل کی کتاب المسالہ الشرقیہ کا اردو ترجمہ[28]

ترجمان القرآن کا اجرا

۱۹۳۳ء میں سید ابو الاعلیٰ مودودی نے مولوی ابو محمد مصلح سے ترجمان القرآن خرید لیا۔ مئی ۱۹۳۳ء سے سید مودودی نے ماہنامہ ترجمان القرآن کی ادارت کا آغاز کیا جو ان کی وفات تک جاری رہا۔ اس پرچے کا مقصد مسلمانوں اور غیر مسلموں کو قرآن سمجھنے میں مدد دینا، اور مطالعہ قرآن کے دوران میں پیدا شدہ شک و شبہات کا ازالہ کرنا تھا۔ ترجمان القرآن کے آغاز سے آپ نے قرآن اور اسلام کی دعوت کو اپنا مقصد زندگی بنالیا، جس پر اپنی وفات تک عمل پیرا رہے۔(29)

ابتدا میں بہت کم لوگوں نے ترجمان القرآن کی طرف توجہ دی۔ اس کی اشاعت تعداد اس وقت چھ سو تھی اور نصف تعداد کا خریدار ریاست حیدر آباد دکن کا محکمہ امور مذہبی تھا۔

سید صاحب نے اس کی اشاعت بڑھانے کے لیے، اپنے مقام و مرتبہ سے فروتر، کسی تدبیر کو اختیار نہ کیا۔ ریاست حیدر آباد محکمہ امور مذہبی نے ایک سال بعد، ترجمان القرآن کی خریداری روک دی۔ نواب ذوالقدر جنگ بہادر کی خواہش تھی کہ سید مودودی خود حاضر ہو کر خریداری کی درخواست کریں، لیکن آپ نے اس غرض سے نواب صاحب سے ملنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ "یہ میرا کام نہیں، دین کا کام ہے"۔(30)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

معاشی مشکلات کے حل کے لیے آپ کو ملازمت کی پیش کش ہوئی جسے آپ نے منظور نہ کیا۔ آپ اپنی ساری قوتوں اور صلاحیتوں کو دعوت دین کی وسعت کے لیے وقف کر دینا چاہتے تھے۔ مولانا منظور نعمانی اور مولانا جعفر شاہ پھلواری جیسے بزرگ بھی معاشی مسائل کی وجہ سے جماعت سے علیحدہ ہو گئے تھے۔([31])

سید مودودی یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ وہ تنہا اس جنگ کو جو اعلائے کلمۃ الحق اور ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کے لیے شروع کر چکے ہیں، جاری رکھیں گے۔ وہ اپنی بصیرت کی آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ آئندہ دس بیس سال اس ملک میں اسلام کی قسمت کے لیے فیصلہ کن ہیں۔ اس لیے ان کے خیالات میں ایک ہلچل برپا تھی۔

علمی مسلک اور تحقیقی مزاج:

مولانا اہل حدیث [غیر مقلد] مکتب فکر کی آزادانہ سوچ اور طرز فکر سے متاثر تھے اور وہ پوری زندگی اس تاثر میں رہے۔ ان کی تمام تحریروں میں یہ رنگ جھلکتا ہے[32]۔

سیاسی سرگرمیاں:

مولانا نے سیاسی زندگی کی ابتداء انجمن اعانت نظر بندان اسلام کی تشکیل میں معاونت سے کی۔ ۱۹۱۸ء میں مودودی نے پنڈت مدن مہان ملاویہ ت ۱۹۴۶ء کی سوانح حیات تحریر کی۔ ۱۹۱۹ء میں مولانا نے اسی طرح گاندھی جی کی ایک سوانح لکھی۔ تحریک خلافت اور اس کے بانیین سے بھی مولانا کا قریبی تعلق رہا[33]۔

مولانا کے بارے میں اہل علم کی آراء:

ابوالحسن علی ندوی ت ۱۹۹۹ء:

مودودی نے اس صدی کی ہزاروں بے چین ارواح اور نئی نسل کے ذہین افراد کو اسلام کے قریب کیا اور ان کے دلوں میں اسلام کی وقعت و عظمت پیدا کی۔ انہوں نے مغربی تہذیب اور اس کے فلسفہ حیات پر انتہائی جرات مندانہ تنقید کی اور ان کا انداز مرعوبیت و سطحیت سے بہت دور اور بلند ہے[34]۔

علامہ یوسف القرضاوی:

کوئی بھی مسلمان عالم مولانا کی عبقریت میں شک نہیں کر سکتا[35]۔ مودودی ایک بے مثال اسلامی مفکر تھے[36]۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ماہر القادری:

وہ دنیائے اسلام کے ایک عظیم مفکر تھے۔ وہ زمانے کی پیداوار نہیں تھے۔ ان کی شخصیت تاریخ ساز تھی[37]۔

مولانا پر نقد:

چند بڑے علماء نے مولانا کی خدمات کا اعتراف کرنے کے ساتھ ان پر تنقید بھی کی ہے۔ مولانا ابو الحسن علی ندوی نے ان کی کتاب " قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" اور ان کی جماعت کے بعض امور سے اپنی بے اطمینانی کا ذکر اپنی مختلف تحریروں میں کیا ہے[38]۔ علامہ یوسف القرضاوی نے مولانا مودودی کے اسلامی معاشرے اور تاریخ پر جاہلیت اور کفر کا لیبل لگانے کی سخت مذمت کی ہے[39]۔ مولانا منظور نعمانی صاحب فرماتے ہیں کہ جماعت اسلامی کے صف اول کے رہنما مولانا مودودی سے الگ ہوئے تو میں نے ان سے سبب دریافت کیا۔ ان سب کے بیانات کا حاصل یہ تھا کہ مولانا مودودی کے نزدیک اب اصل مقصد حصول اقتدار بن گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ خلاف شریعت کاموں سے بھی گریز نہیں کرتے[40]۔ مولانا یوسف لدھیانوی شہید تحریر فرماتے ہیں کہ مولانا مودودی کا قلم مومن اور کافر کے خلاف یکساں کاٹ کرتا ہے اور وہ کسی فرق و امتیاز کا روادار نہیں۔ مولانا مودودی کا قلم حریم نبوت تک پہنچ کر بھی ادب ناآشنا رہتا ہے[41]۔

حمایت تحریک پاکستان:

1938ء کانگریس جماعت کی بڑھتی ہوئی تحریک میں بہت سے مسلمان اور علماء بھی شامل ہوئے۔ کانگریس کی تحریک کو متحدہ قومیت یا ایک قومی نظریہ کا نام دیا جاتا تھا۔ آپ نے اس نظریے کی مخالفت میں بے شمار مضامین لکھے۔ جو ایک کتاب کی شکل میں "مسئلہ قومیت" کے نام سے حصہ اول اور حصہ دوم مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش شائع ہوئی۔ آپ کا مقصد مسلمانوں کے دلوں میں جداگانہ قومی نظریہ کو فروغ دینا تھا۔ مسلمانوں کی شناخت کو الگ ثابت کرنے کے لیے دو قومی نظریہ پر آپکے تحریر کردہ مضامین نے مسلمانوں کو کانگریس اور جمیعت علماء ہند کے مؤقف پر بھرپور ضرب لگائی۔ مسلم لیگ کا مقصد بھی یہی تھا کہ مسلمانوں کو اپنی شناخت سے شناسائی کرائی جائے۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ اور مولانا ابو اعلیٰ مودودیؒ:

مدیر ہفت روزہ اقوام میاں محمد شفیع علامہ اقبال اور مولانا ابو اعلیٰ مودودیؒ کے وہ مضامین جو ترجمان القرآن میں لکھے تھے ان کو اکثر سنتے تھے۔ انہیں سے متاثر ہو کر انہوں نے مولانا مودودیؒ کو حیدرآباد دکن سے پنجاب آنے کی درخواست پیش کی، ایسی دعوت نامہ پر سید صاحب پنجاب تشریف لائے۔ علامہ محمد اقبالؒ مولانا صاحب کی تحریرات سے بے حد متاثر تھے۔

ریفرنڈم میں پاکستان کی حمایت:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

مولانا ابو اعلیٰ مودودیؒ نے صوبہ سرحد اور سلہٹ کے ریفرنڈم کے موقع پر لوگوں کو پاکستان کے حق میں ووٹ ڈالنے کا مشورہ دیا اور ان سے کہا "اگر میں صوبہ سرحد کا رہنے والا ہوتا تو استصواب رائے میں میرا ووٹ پاکستان کے حق میں ہوتا۔اس لیے کہ جب ہندوستان کی تقسیم ہندو اور مسلم قومیت کی بنیاد پر ہو رہی ہے، تو لا محالہ ہر اس علاقے کو جہاں مسلمان قوم کی اکثریت ہو اس تقسیم میں مسلم قومیت ہی کے علاقے کے ساتھ شامل ہونا چاہیے۔"

آئندہ کے نظام کے بارے میں انہوں نے لکھا کہ "وہ نظام اگر فی الواقع اسلامی ہوا جیسا کہ وعدہ کیا جا رہا ہے تو ہم دل و جان سے اس کے حامی ہوں گے ،اور اگر وہ غیر اسلامی نظام ہوا تو ہم اسے تبدیل کر کے اسلامی اصولوں پر ڈھالنے کی جدوجہد اسی طرح کرتے رہیں گے جس طرح موجودہ نظام میں کر رہے ہیں۔"

جماعت اسلامی کی بنیاد:

سید مولانا ابو اعلیٰ مودودی نے اپنے رسالہ :ترجمان القرآن کے ذریعے ایک ایسی جماعت کے قیام کی تجویز دی جسے پابند اسلام جماعت کہا گیا اس سلسلے میں مضامین بھی شائع ہوئے۔ متفق ہونے والے افراد 26 اگست 1941ء میں لاہور اکھٹے ہوئے اور جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی گئی۔اس جماعت میں اسوقت صرف 75 لوگوں نے شمولیت اختیار کی اس جماعت کے لیے سربراہ مولانا مودودی منتخب کئے گئے۔

اسلامی نفاذ کا مطالبہ:

برصغیر کی تقسیم کے بعد مولانا مودودی پاکستان آ گئے 11 ستمبر 1948ء میں قائداعظم محمد علی جناح وفات پا گئے اس سے اگلے ماہ اکتوبر 1948ء میں آپ نے اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ شروع کر دیا جس کی بنیاد پر آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپ کے اخبارات بھی بند کر دیئے گئے۔ جن میں کوثر، جہان نو اور تسنیم شامل تھے الزام یہ عائد کیا کہ آپ نے جہاد کشمیر کی مخالفت کی ہے۔20 ماہ بعد 1950ء میں آپکو رہا کر دیا گیا۔

انہوں نے 1953ء میں قادیانی مسئلہ پر ایک مختصر کتاب لکھی جسکو بنیاد بنا کر آپکو پھر گرفتار کر کے فوجی عدالت کے ذریعے سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا۔ملک بھر میں اور بین الاقوامی سطح پر جن میں مصر، کابل، فلسطین اور انڈونیشیا کے علماء شامل تھے۔ جنہوں نے آپ کی سزائے موت پر شدید رد عمل کا اظہار کیا اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کر کے سزائے موت کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔شام کے دارالحکومت دمشق میں آپ کی سزائے موت کے خلاف مظاہرہ کیا گیا تو حکومت نے سزائے موت کو مؤخر کر کے 14 سال قید کا حکم صادر کر دیا۔ آپ دو سال گیارہ ماہ تک پابند سلاسل رہنے کے بعد عدالت عالیہ کے حکم تحت آزاد ہو گئے۔

حملہ اور جماعت پر پابندی:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

1963ء میں مارشل لاء کے بعد آپ کی جماعت نے سالانہ جلسہ لاہور میں کرنے کا فیصلہ کیا۔ ایوب خان نے اس جلسے کو رکوانے کی حد ممکن کوشش کی۔ اس کے لیے منٹوں پارک کی بجائے بھاٹی گیٹ کے باہر بہت ہی تنگ جگہ کی اجازت دی۔ 25 اکتوبر کو جیسے ہی جلسے کا آغاز ہوا تو مولانا مودودی نے تقریر کا آغاز کیا ہی تھا کہ نامعلوم افراد نے فائرنگ شروع کر دی جس کے نتیجے میں ایک کارکن وفات پا گیا اور مولانا مودودی اس حملہ سے زندہ بچ گئے۔ 6 جنوری 1964ء میں ایوب خان نے جماعت اسلامی کو قانون کے خلاف قرار دیا گیا۔ کارکنان کو گرفتار کر کے پابند سلاسل کر دیا گیا۔ ان کی قید کا سلسلہ 9 ماہ تک رہا بعد میں انہیں عدالت عظمیٰ کے فیصلہ پر رہا کر دیا گیا۔

سزائے موت

ان ہی دنوں پنجاب میں علما "تحریک ختم نبوت" کے ذریعے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی مہم شروع کر چکے تھے۔ سید مودودی نے "قادیانی مسئلہ" کے عنوان سے ایک کتابچہ لکھ کر قادیانیت کی اصل حقیقت پر روشنی ڈالی۔ ۶ مارچ ۱۹۵۳ء کو مارشل لاء نافذ کر دیا گیا اور ۲۸ مارچ ۱۹۵۳ء کو سید صاحب کو یہ کتابچہ لکھنے کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ آپ پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلا۔ عدالت کے فیصلے کے مطابق ۱۱ مئی ۱۹۵۳ء کو جیل میں آپ کو سزائے موت سنا دی گئی۔ اس کے ساتھ ہی آپ کو کمانڈر انچیف سے رحم کی اپیل کرنے کا حق بھی دیا گیا۔ آپ نے اپیل نہ کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے کہا: "مجھے کسی سے کوئی اپیل نہیں کرنی ہے۔ زندگی اور موت کے فیصلے زمین پر نہیں آسمان پر ہوتے ہیں۔ اگر وہاں میری موت کا فیصلہ ہو چکا تو دنیا کی کوئی طاقت مجھے موت سے نہیں بچا سکتی اور اگر وہاں سے میری موت کا فیصلہ نہیں ہوا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی"۔(42)

سید مودودی نے اپنے احباب، تحریکی ساتھیوں اور اہل خانہ کو رحم کی اپیل کرنے سے منع کر دیا۔ آپ نے اپنے پندرہ سالہ بیٹے فاروق کو تسلی دیتے ہوئے کہا: بیٹے اگر خدا کو یہی منظور ہے تو پھر شہادت کی موت سے اچھی موت اور کون سی ہے، اور اگر اللہ ہی کو منظور نہیں تو پھر خواہ یہ خود الٹے لٹک جائیں مگر مجھے نہیں لٹکا سکتے"۔

آپ کی سزائے موت کے خلاف پاکستان اور عرب دنیا میں زبردست احتجاج ہوا۔ چنانچہ حکومت نے آپ کی سزا کو عمر قید میں بدل دیا۔ پچیس ماہ کے بعد آپ کو (۲۹ اپریل ۱۹۵۵ء) ہائی کورٹ کے حکم سے رہا کر دیا گیا۔ قید کا یہ عرصہ لاہور، میانوالی اور ملتان کی جیلوں میں گزرا۔ اس دوران میں آپ تفہیم القرآن کی تکمیل میں مصروف رہے۔(43)

ارض القرآن کا سفر

آپ نے پہلی بار ۱۹۵۶ میں حج کے لیے ارض مقدس کا سفر کیا۔ اس وقت بھی آپ کے دل میں ان تمام مقامات کا مشاہدہ کرنے کی خواہش تھی جن کا تعلق قرآن کے نزول اور دعوت اسلام سے تھا۔ لیکن خرابی صحت کی بنا پر آپ اپنی اس خواہش

کو پورانہ کر سکے۔ چنانچہ اس خواہش کی تکمیل ۳، نومبر ۱۹۵۹ء کو ہوئی جب آپ تفہیم کی تیسری جلد تیار کر رہے تھے۔ آپ نے تفہیم القرآن کے سلسلے میں مقاماتِ ارض القرآن کا سفر شروع کیا اور ان تمام مقامات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، جن کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ ان کے نقشے اور تصاویر بنائیں۔ یہ کام تین ماہ میں مکمل ہوا۔(44)

خلاصہ بحث

مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کی علمی اور تصنیفی خدمات نے جدید اسلامی فکر اور تحریکات پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ ان کے افکار اور تصانیف آج بھی اہمیت رکھتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ مولانا مودودی کی زندگی اور خدمات کا مطالعہ ہمیں ان کے علمی سفر اور تحقیقی مزاج کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ ان کی سیاسی اور سماجی کوششیں اسلامی معاشرتی اصولوں کے قیام کی ایک اہم کاوش ہیں۔ یہ مضمون ان کی علمی و فکری خدمات کی جامع تصویر پیش کرتا ہے جو کہ موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہو سکتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] Sayed Vali Reza Nasr, Mawdudi & the making of Islamic revivalism, Oxford University Press New York US, 1996 AD, p9

[2] محمد یوسف بھٹہ، مولانا مودودی اپنی اور دوسروں کی نظر میں، ادارہ معارف اسلامی لاہور، ط۲۰۱۸م، ص۲۶

[3] الترابی، الیف الدین، ابو الاعلیٰ المودودی حیاتہ و دعوتہ، دار القلم کویت، ط۱۹۸۷م، ص۱۶۲

[4] Sayed Vali Reza Nasr, Mawdudi & the making of Islamic revivalism, Oxford University Press New York US, 1996 AD, p۱۱

[5] الترابی، الیف الدین، ابو الاعلیٰ المودودی حیاتہ و دعوتہ، دار القلم کویت، ط۱۹۸۷م، ص۱۳۰

[6] الترابی، الیف الدین، ابو الاعلیٰ المودودی حیاتہ و دعوتہ، دار القلم کویت، ط۱۹۸۷م، ص۱۶۲

[7] Sayed Vali Reza Nasr, Mawdudi & the making of Islamic revivalism, Oxford University Press New York US, 1996 AD, p۱۲

[8] Sayed Vali Reza Nasr, Mawdudi & the making of Islamic revivalism, Oxford University Press New York US, 1996 AD, p۱۳

[9] Sayed Vali Reza Nasr, Mawdudi & the making of Islamic revivalism, Oxford University Press New York US, 1996 AD, p۱۶

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

[10] Sayed Vali Reza Nasr, Mawdudi & the making of Islamic revivalism, Oxford University Press New York US, 1996 AD, p۱۷

[11] Sayed Vali Reza Nasr, Mawdudi & the making of Islamic revivalism, Oxford University Press New York US, 1996 AD, p۱۸

[12] Sayed Vali Reza Nasr, Mawdudi & the making of Islamic revivalism, Oxford University Press New York US, 1996 AD, p۱۵-۱۴

[13] Sayed Vali Reza Nasr, Mawdudi & the making of Islamic revivalism, Oxford University Press New York US, 1996 AD, p۱۶

[14] Sayed Vali Reza Nasr, Mawdudi & the making of Islamic revivalism, Oxford University Press New York US, 1996 AD, p17

[15] Sayed Vali Reza Nasr, Mawdudi & the making of Islamic revivalism, Oxford University Press New York US, 1996 AD, p 15

[16] ۔ امتیاز احمد، مولانا مودودی کی نثر نگاری، ۳۵

[17] ۔ صدیقی، نعیم، المودودی، لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 1994ء، ۲۰۶

[18] ۔ میاں، طفیل محمد، ترجمان القرآن، مئی ۲۰۰۴ء، مقالہ "مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ، ۴۶

[19] ۔ گیلانی، سید اسعد، مولانا مودودی، ۴۴۵

[20] الیف الدین الترابی، ابو الاعلی المودودی حیاتہ ودعوتہ، دار القلم کویت، ط۱۹۸۷م، ص۲۱۳

[21] الیف الدین الترابی، ابو الاعلی المودودی حیاتہ ودعوتہ، دار القلم کویت، ط۱۹۸۷م، ص۲۳۴

[22] الیف الدین الترابی، ابو الاعلی المودودی حیاتہ ودعوتہ، دار القلم کویت، ط۱۹۸۷م، ص۲۱۳

[23] الیف الدین الترابی، ابو الاعلی المودودی حیاتہ ودعوتہ، دار القلم کویت، ط۱۹۸۷م، ص۲۱۳

[24] الیف الدین الترابی، ابو الاعلی المودودی حیاتہ ودعوتہ، دار القلم کویت، ط۱۹۸۷م، ص۲۴۵

[25] الیف الدین الترابی، ابو الاعلی المودودی حیاتہ ودعوتہ، دار القلم کویت، ط۱۹۸۷م، ص۲۴۵

[26] الیف الدین الترابی، ابو الاعلی المودودی حیاتہ ودعوتہ، دار القلم کویت، ط۱۹۸۷م، ص۲۱۳

[27] الیف الدین الترابی، ابو الاعلی المودودی حیاتہ ودعوتہ، دار القلم کویت، ط۱۹۸۷م، ص۲۱۳

[28] Sayed Vali Reza Nasr, Mawdudi & the making of Islamic revivalism, Oxford University Press New York US, 1996 AD,p 19

[29] ۔ الکاف، سید حامد عبد الرحمٰن "مولانا مودودی: شخصی عناصر ترکیبی "ترجمان القرآن، مئی ۲۰۰۴ء، ۸۷

[30] ۔ ماہر القادری: "چند نقوش زندگی "مشمولہ: مولانا مودودی اپنی اور دوسروں کی نظر میں، ۳۴۸

[31] ۔ سید حامد عبد الرحمٰن الکاف "مولانا مودودی: شخصی عناصر ترکیبی "ترجمان القرآن، مئی ۲۰۰۴ء، ۸۸

[32] Sayed Vali Reza Nasr, Mawdudi & the making of Islamic revivalism, Oxford University Press New York US, 1996 AD, p17

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

[33] Sayed Vali Reza Nasr, Mawdudi & the making of Islamic revivalism, Oxford University Press New York US, 1996 AD, p 15,16

[34] ابوالحسن علی ندوی، پرانے چراغ، مجلس نشریات اسلام کراچی، طس ندارد، ج۲، ص۳۰۱،۳۰۰

[35] یوسف القرضاوی، مودودی: مفکر، مجدد، مصلح، ترجمہ از ابوالاعلی سید سبحانی، ادارہ منشورات لاہور، ط۲۰۱۹م، ص۲۵

[36] یوسف القرضاوی، مودودی: مفکر، مجدد، مصلح، ترجمہ از ابوالاعلی سید سبحانی، ادارہ منشورات لاہور، ط۲۰۱۹م، ص۳۲

[37] محمد یوسف بھٹہ، مولانا مودودی اپنی اور دوسروں کی نظر میں، ادارہ معارف اسلامی لاہور، ط۲۰۱۸م، ص۲۲۰،۲۲۱

[38] ابوالحسن علی ندوی، پرانے چراغ، مجلس نشریات اسلام کراچی، طس ندارد، ج۲، ص۳۱۴،۳۱۵

[39] یوسف القرضاوی، مودودی: مفکر، مجدد، مصلح، ترجمہ از ابوالاعلی سید سبحانی، ادارہ منشورات لاہور، ط۲۰۱۹م، ص۱۱۷

[40] محمد منظور نعمانی، مولانا مودودی کے ساتھ میری رفاقت کی سرگزشت اور اب میرا موقف، مجلس نشریات اسلام کراچی، ط ۱۹۹۷م، ص۷۶

[41] مولانا یوسف لدھیانوی شہید، اختلاف امت اور صراط مستقیم، مکتبہ لدھیانوی کراچی، ط۱۹۹۵م، ص۱۳۱، ۱۳۲

[42] ۔ میاں، طفیل محمد، آئین، دسمبر ۱۹۷۲ء مقالہ، ۱۸۷

[43] ۔ میاں، طفیل محمد، ترجمان القرآن، مئی ۲۰۰۴، مقالہ ”مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ“، ۹۴

[44] ۔ ایضاً، ۴۱